مولانا جعفر شاہ ندوی

ہمیں اس جنگ سے کیا حاصل ہوا؟

جس نے بھی کہا ہے ٹھیک ہی کہا ہے کہ

ع عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

یعنی دشمن بعض اوقات فتنے پیدا کرتا ہے لیکن ہماری بہتری اسی میں ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں یہ مضمون یوں بیان کیا گیا ہے کہ

عسٰی ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم

یعنی یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض چیزیں تمھیں ناپسند ہوں لیکن وہی تمھارے لیے بہتر ہوں

بارہا آپ کو تجربہ ہوا ہوگا کہ ایک بات بڑی ناگوار شکل میں آپ کے سامنے آئی لیکن اس کا نتیجہ بڑا خوش گوار نکلا۔ اس نکتے کا عملی تجربہ اجتماعی صورت میں جیسا آج اہل پاکستان کو ہوا ہے اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ ذرا سوچیے کہ اس سے زیادہ ناگوار صورت اور کیا ہو سکتی تھی کہ ادھر ہم امن چین سے بیٹھے اپنے کاموں میں لگے ہیں اور اُدھر اچانک ہم پر حملہ کر دیا جاتا ہے۔ حملہ بھی کیسا؟ بغیر کسی الٹی میٹم کے۔ پھر کس قوم کی طرف سے؟ اس بھارت کی طرف سے جو ساز و سامان فوج اور تمام چیزوں میں ہم سے کئی گنا زیادہ ہے۔

موجودہ دنیا کی تمام مہذب قوموں میں یہ مسلّم اصول جنگ ہے کہ حملے سے ایک یا دو دن پہلے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ لیکن بھارت کی کمینگی کی یہ انتہا ہے کہ بغیر کسی اعلان جنگ کے دفعۃً پہلے لاہور پر ہلّہ بول دیتا ہے اور وہ بھی شبخون کی شکل میں عین نصف شب کے بعد۔ اس کے بعد پھر واہگہ، قصور، سیالکوٹ وغیرہ میں متعدد محاذ جنگ کھول دیے۔ اس جنگ میں ظاہر

ہے کہ ہمارا بہت کچھ مادّی نقصان ہوا اور جنگ میں یہی ہوتا ہے۔ سپاہی شہید ہوئے۔ مکانات منہدم ہوئے۔ کھیتیاں برباد ہوئیں۔ اربوں روپے کا سامان جنگ بھی کام آیا۔ یہ سب کچھ ہوا اور جنگ میں یہی ہوتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ تنہا ہمارے ساتھ ہی نہیں ہوا بلکہ دشمن کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ اب تک کے اعداد و شمار کے مطابق دشمن کے سپاہی اور افسر کہیں زیادہ ہلاک ہوئے اور اس کا سامان جنگ بھی کہیں زیادہ برباد ہوا۔ لیکن دونوں کے نقصانات میں نتیجے کے طور پر جو فرق ظاہر ہوا وہ عجیب و غریب ہے۔ ہم نے جتنا کھویا، اس سے کہیں زیادہ پایا اور دشمن نے جتنا کھویا اس سے کہیں زیادہ اور بھی بہت کچھ کھویا۔ اس اجمال کی تفصیل سنیے :

ادھر پاکستان پر لاہور سیکٹر میں حملہ ہوا ادھر پوری قوم میں بجلی کی سی ایک ایسی حرکت پیدا ہوگئی جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ اسی دن صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کی تقریر نشر ہوئی جس کے ایک جملے نے تو مُردوں میں جان ڈال دی اور مغرب سے مشرق تک پوری قوم اس طرح اٹھ کھڑی ہوئی جیسے دفعتہً کوئی خواب سے چونک پڑے فیلڈ مارشل نے کہا: "تمہارا سرمایۂ زندگی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے! اسی کے ذکر کو لے کر آگے بڑھو اور دشمن کی توپوں کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دو۔"

صدر ایوب کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ پاکستان کے بچے بچے نے سنے۔ اہل تقویٰ نے۔ تاجروں نے۔ مردوں اور عورتوں نے۔ بوڑھوں اور بچوں نے۔ کاشت کاروں نے۔ فوجیوں نے۔ شہریوں نے۔ دولت مندوں نے۔ غریبوں نے۔ غرضیکہ ہر خاص و عام نے یہ آواز سنی اور اس وقت ہمیں یہ اندازہ ہوا کہ مسلمان قوم کے لیے کلمۂ جامعہ صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ یہی کلمۂ طیبہ ہے جو ہمیشہ سے اس بکھری ہوئی قوم کو ایک مرکز پر سمیٹ کر لاتا رہا ہے اور یہی کلمۂ طیبہ ہمیشہ اہل اسلام کو ایک جھنڈے تلے جمع کرتا رہے گا یہی کلمۂ طیبہ ہماری جان ہے۔ یہی ہمارا ایمان ہے۔ یہی ہماری آن ہے، اور یہی ہماری

شان ہے۔ اس کلمے نے پشاور سے چاٹگام تک کے تمام مسلمانوں کو وحدت کی زنجیروں میں اس طرح جکڑ لیا کہ ساری قوم ایک فرد واحد بن گئی۔ یہ اتحاد آج سے پہلے کبھی بھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ آپس کے سارے سیاسی، مذہبی اور معاشی اختلافات اس طرح مٹ گئے جیسے ان کا کبھی کوئی وجود ہی نہ تھا۔ گویا ؎

تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

جانی قربانی۔ مالی ایثار اور اخلاقی اقدار کا جو مظاہرہ ہماری آنکھوں نے دیکھا اور دیکھ رہی ہیں وہ ڈالروں روپے خرچ کر کے بھی ہم نہیں دیکھ سکتے تھے۔ گزشتہ دوسری عالمی جنگ میں ایک جاپانی اپنے جسم سے بم باندھ کر انگریزوں کے بحری جہاز Prince of Wales کی چمنی میں کود پڑا تھا تو اس کا نام تاریخ میں روشن ہو گیا لیکن یہاں ہمارے بیسیوں نوجوان بم باندھ کر دشمن کے ٹینکوں کے نیچے بے خطر کود پڑے اور اپنے ساتھ ٹینکوں کو بھی اڑا کر رکھ دیا۔ ہمارے ہوابازوں نے فضا میں دشمن کو شکست دی۔ خشکی پر ہماری فوجوں نے دشمن کو میلوں پیچھے دھکیل کر دم لیا۔ اور بحری جنگ میں دشمنوں پر فتح حاصل کی۔ لطف یہ ہے کہ دشمن کی طاقت ہم سے چھ گنی زیادہ تھی۔ اس کے باوجود دشمن کا نقصان چھ گنے سے بھی زیادہ ہوا۔ اور آخر کار دشمن کو مجبور ہو کر اقوام متحدہ سے فائر بندی کی بھیک مانگنی پڑی۔ اور جیسا کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے کہا کہ ہمیں اس لیے فائر بندی کرنی پڑی کہ خدا کا یہ حکم ہے کہ جب دشمن صلح کی درخواست کرے تو اسے قبول کر لو اور اللہ پر بھروسا رکھو۔" اس وقت ہم دشمن کے سولہ سو مربع میل علاقے پر قابض ہیں جبکہ دشمن کے قبضے میں ہمارا صرف چار سو مربع میل ہے۔ جہاں میدان کارزار میں ہمارے سپاہی شجر پاکستان کو اپنا خون دے کر سینچ رہے تھے وہاں زخمیوں کی خشک رگوں میں اپنا خون پہنچانے کے لیے ہم کتنے بے تاب تھے اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ صرف لاہور کے امیر و غریب شہریوں نے اپنا خون پیش کرنے کے لیے ایک تانتا باندھ دیا۔ ۶۷ من خون دے چکنے کے بعد بھی کئی ہزار آدمیوں

کو واپس کرنا پڑا کیونکہ سرد خانے پُر ہو چکے تھے اور مزید خون کی بوتلیں رکھنے کو جگہ نہ رہی تھی پھر فیلڈ مارشل کی اپیل پر دفاعی فنڈ میں جس طرح ہر خرد و کلاں اور ہر مرد و زن نے دل کھول کر چندہ دینا شروع کیا تو اس کا سلسلہ اب تک بند نہیں ہوا ہے۔ کروڑوں کا ذکر نہیں بلکہ اس کی مقدار انشاء اللہ اربوں تک پہنچ جائے گی۔ بعض تاجروں نے تو نہ فقط لاکھوں روپے کی پہلی قسط پیش کی بلکہ حکومت سے یہ بھی کہہ دیا کہ ہماری ساری دولت اور جائداد ہمارے سارے کارخانے اور ہماری ساری آمدنی فوج کے لیے وقف ہے۔ حکومت جس چیز کو اور جب چاہے لے لے۔ اس ایمرجنسی کے اعلان اور اس حالت جنگ کے باوجود جو شئے دنیا کو حیرت میں ڈالے ہوئے ہے وہ پاکستانی قوم کا کردار ہے۔ اب آپ کو کسی اخبار کے کالم میں ڈھونڈنے سے بھی قتل کے واقعات نہیں ملیں گے۔ چوری کے حادثے نہیں دکھائی دیں گے۔ اغوا کی وارداتیں نظر نہیں آئیں گی۔ اور عجیب بات یہ ہے اور شاید تاریخ عالم میں یہ پہلی نظیر ہے کہ حالت جنگ کے باوجود چور بازاری اور گراں فروشی کا نام و نشان نہیں ملے گا۔ ضروریات زندگی کی ہر شئے ارزاں، اور ہر چیز بہ افراط مل رہی ہے۔ ملک و قوم کا یہ اتحاد۔ یہ جانی قربانی۔ یہ مالی ایثار۔ اور یہ اخلاقی کردار کروڑوں روپے خرچ کر کے اور سینکڑوں وعظ و تبلیغ کے بعد بھی شائد حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ پورے فوجی دباؤ اور مکمل قانونی جکڑ بندیوں سے بھی شاید یہ اقدار انسانی میسر نہ آ سکتی تھیں۔ جو آج بغیر کسی دباؤ کے خود بخود اندرونی جذبے سے اور رضا کارانہ خوش دلی سے حاصل ہو گئیں۔

اس جنگ سے ایک بڑا سیاسی فائدہ یہ ہوا کہ بھارت کی مخالفت میں اور پاکستان کی موافقت میں سارے عالم کی رائے عامہ جس کثرت سے آج ظاہر ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ بھارت کو یہ شکایت ہے کہ آج دنیا میں اس کا کوئی ساتھی اور حامی نہیں۔ جن سے حمایت کی بڑی امیدیں تھیں وہ بھی موافقت کی جرأت نہیں رکھتے۔ اور پاکستان کے ساتھ یہ ہوا کہ دنیا کی بیشتر حکومتوں نے کشمیر کے معاملے میں پاکستان کے موقف کی حمایت۔ کھلم کھلا حمایت کی اور جو حمایت نہ کر سکے انھوں نے خاموشی اختیار کر کے تائید کی۔ یعنی بھارتی موقف کی کوئی حمایت نہ کی۔ ان اخلاقی

اور سیاسی فوائد کے علاوہ ایک بہت بڑا روحانی و دینی فائدہ یہ حاصل ہوا کہ اہل پاکستان میں غیر معمولی رجوع الی اللہ پیدا ہو گئی۔ جن کے سر خدا کے سامنے شاذ و نادر ہی جھکا کرتے تھے وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر سر بسجود ہونے لگے اور پاکستان کی فتح کے لیے عاجزی و زاری کے ساتھ دعائیں کرنے لگے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، بلکہ انشاءاللہ آیندہ بھی جاری رہے گا۔ اگر تمام فائدوں سے قطع نظر کر لیا جائے تو تنہا یہی اتنا بڑا فائدہ ہے جس کے مقابلے میں ہر نقصان ہیچ ہے۔ کیونکہ پاکستان کی بنیاد ہی اسلام اور خدا پرستی پر قائم ہے۔

ناشکری ہوگی اگر ہم اس موقع پر ریڈیو پاکستان کی انقلابی تبدیلیوں کا ذکر نہ کریں۔ جنگ شروع ہوتے ہی ریڈیو پاکستان کا پورا نقشہ ہی بدل گیا۔ آج سے پہلے ریڈیو پر خدا اور رسولؐ کا نام اور اسلام و ایمان کی تبلیغ اس کثرت سے کبھی نہ ہوئی تھی۔ گانے۔ قوالی۔ ڈرامے۔ تقریریں۔ مشاعرے ترانے۔ خبریں غرضیکہ ہمارے ریڈیو پر جو کچھ بھی نشر ہوتا ہے سب میں ایک ہی روح، ایک ہی ولولہ اور ایک ہی پیغام کارفرما ہونے لگا۔ ان تمام پروگراموں نے ہمارے ایمان کو تازہ اور حوصلوں کو بلند کر دیا ہے۔ شجاعت کو دوبالا اور ہمت کو دوچند کر دیا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پاکستان نے جہاں فضا میں خشکی میں اور تری میں بھارت کو شکست فاش دی ہے وہاں ریڈیائی لہروں پر شکست فاش دی ہے۔ بھارتی ریڈیو کا جھوٹ دنیا پر جتنا زیادہ واضح ہو گیا ہے اتنا ہی زیادہ دنیا کو یہ یقین بھی ہو گیا ہے کہ ریڈیو پاکستان جھوٹ نہیں بولتا بلکہ فتح و شکست کو بیان کرنے میں مبالغے اور مغالطے سے بھی کام نہیں لیتا۔ غرض اس میدان میں بھی پاکستان کو بھارت پر فتح عظیم حاصل ہوئی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان کی سچائی اور شجاعت کا دنیا نے اعتراف کر لیا ہے اور بھارتی دروغ بافی اور بین الاقوامی آئین کی بے حرمتی دنیا پر واضح ہو گئی ہے بلکہ بھارتی فتح کے جھوٹے پروپیگنڈے کو ایک مغربی اخبار نے تو "پریوں کی داستاں" سے تعبیر کیا ہے۔ ہمیں تو بھارت کے جارحانہ اور مکارانہ حملوں کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے ہماری اسلامی قومیت کو از سر نو بیدار کر دیا۔